# ۳۰۔ حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولد: صدر پور

تاریخ وفات: ۹/رجب ۱۱۵۸ھ یا ۱۰۵۴ھ یا ۱۰۵۸ھ مدفن: الہ آباد

حضرت سید محمدی اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، جن کو عالمگیر نے اورنگ آباد میں قید میں رکھا، وہیں وفات ہوئی، ان کے پیرومرشد حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی ہیں۔

حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی نے اپنے یہاں صدر پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد علوم عربیہ اسلامیہ، علوم شریعت کی تکمیل کی۔ اس سے فراغت پر جیسا کہ ان سب کے یہاں یہی ایک سوچ ہوتی تھی کہ ہم نے ظاہری علوم تو پڑھ لئے، اب دوسری لائن تصوف اور سلوک کی ہے، اس کو بھی حاصل کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی اس مقصد کے مشورہ کے لئے حاضر ہوئے دہلی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر۔ مراقبہ کیا، تو حضرت نے ارشاد فرمایا، قبر والوں کو اس ظاہری دنیا سے کہ کون کیا کھاتا ہے اور پیتا ہے اور راحت میں ہے اور تکلیف میں ہے، اس سے زیادہ کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

وہ تو جب فرشتہ نامۂ اعمال لے کر جاتا ہے، تو جن جن کو ارواح جانتی ہیں، کسی کے والدین میں سے جو فوت ہو چکے ہوں، اجداد میں سے ہوں، تو وہ فرشتوں سے درخواست کرتے ہیں، میں یہ اعمال نامہ ذرا دیکھ سکتا ہوں۔ پھر وہ اس میں کیا ڈھونڈتے ہیں؟

وہ یہی ڈھونڈتے ہیں کہ نیک اعمال کا پلڑا جھک رہا ہے، غالب ہو رہا ہے یا گناہوں کا انبار ہے۔ جب نیکیاں دیکھتے ہیں، خوش ہوتے ہیں۔ برائی دیکھتے ہیں تو انہیں رنج اور افسوس ہوتا ہے۔ تو انہیں کہاں کہاں پر کیا ہو رہا ہے اس کا پتہ ہوتا ہے۔ یعنی اپنے آپ کوئی علم ذاتی تو نہیں،

اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا ہے کہ ان کو اس کی اطلاع ملتی ہے۔

## تمہارا حصہ ردولی شریف میں مقدر ہے

میں فیصل آباد میں معتکف تھا۔ تو وہاں ایک دفعہ ہمارے مرحوم دوست مولوی احمد لولات کے ساتھ بزرگوں کا تذکرہ ہوا۔ صبح اٹھ کر میں نے ان سے کہا کہ آج خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ تم ردولی شریف جاؤ، تمہارا حصہ وہاں مقدر ہے۔ تو ان کی خاص ادا تھی مولوی احمد کی۔ ایسے خوشی کے موقع پر کہتے کہ ہاتھ دو، تالی بجاؤ۔ انہوں نے ہاتھ ایسے دیا۔

مجھے کہنے لگے کہ مٹھائی کھلاؤ۔ دیکھو کتنے بڑے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے حالات میں آتا ہے کہ ہر وقت استغراق میں رہتے تھے، کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا تھا، نماز کے وقت بھی خادم اطلاع دیتا کہ نماز کا وقت ہو گیا، اذان ہو گئی، نماز کے لئے چلیں، کچھ سمجھ نہیں سکتے تھے۔

جب وہ کہنا شروع کرتے الحق، حق، حق، خادم بولتا، تو وہ آنکھیں کھولتے اور جدھر وہ چلتا رہتا اس کے پیچھے وہ چلتے رہتے۔ صف میں لے جا کر کھڑا کر دیا، نماز شروع ہوئی تو نماز کی نیت باندھی۔ تو وہاں کے متعلق ارشاد ہوا کہ وہاں جاؤ، تمہارا حصہ وہاں مقدر ہے۔

شاید فیصل آباد کے دوستوں میں سے کسی کے نام حضرت کے اعتکاف کے حالات کے ذیل میں اپنا یہ خواب کسی کو لکھا ہوا اور وہ خط بھی شاید اس کے پاس محفوظ ہو۔ جیسا کہ الحاج بھائی محمد انور صاحب کا خط سن کر حضرت نے فرمایا تھا کہ میری طرف سے یہ بھی لکھ دینا۔ حضرت نے ایک پیغام لکھوایا تھا۔

## سندھ سے بلاوا

جب کراچی میں حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہم لوگ حضرت شیخ اور خلفاء کتاب لکھ رہے تھے، تو روز صبح ناشتے پر وہ پہنچ جاتے مولانا یحییٰ صاحب کے

مدرسہ میں۔ کبھی وہ اپنا خواب بیان کرتے، کوئی واقعہ سناتے، کیسے آئے، کیا ہوا۔

ایک دن میں نے کہا کہ آج میں نے خواب میں دیکھا کسی نے مجھ سے کہا پورا نام لے کر، یہ راشدی سلسلہ کے بزرگ ہیں، آپ وہاں جائیں، وہ آپ کو یاد فرماتے ہیں۔

میں نے جب ان کو سنایا، تو حضرت مولانا یوسف صاحب فرمانے لگے کہ آپ تو بہت نازک آدمی ہیں اور وہ سندھ میں اتنے اندران کا مزار ہے کہ وہاں تک سڑکیں بھی ٹھیک نہیں ہیں، آپ وہاں کے سفر کا تحمل نہیں کر پائیں گے۔ خیر، میں نے کوئی زیادہ اصرار نہیں کیا، لیکن لنک دیکھئے کتنی زبردست، وہاں اس وقت تو مولوی احمد علی لیسٹر سے یا ایک دو اور حضرات تھے، وہ لکھتے بھی تھے روز جو اس طرح کی گفتگو ہوتی تھی میری اور ان کی، کوئی خواب وغیرہ، کوئی واقعہ، کوئی حضرت شیخ کا میں سناتا تو وہ نوٹ کر لیتے تھے۔ یہ قصہ کوئی ۸۳ء کا ہے۔

## روضۂ اقدس سے بیعت کی اجازت کا حکم

اس کے چند سال بعد میں مدینہ شریف میں حرم میں تھا، رات کو ڈھائی بجے مولانا سیف الرحمٰن صاحب، مدرسہ صولتیہ کے شیخ الحدیث، مجھے تلاش کرتے ہوئے آئے کہ حضرت درخواستی آج آپ کو تراویح کے بعد یاد فرما رہے تھے۔ لمبا قصہ ہے، میں مختصر کرتا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ ان شاء اللہ، کل حاضر ہوں گا۔

میں دوسرے دن حاضر ہوا، تو حافظ حدیث حضرت درخواستی کا لقب تھا، ایک سو آٹھ برس کی عمر انھوں نے پائی تھی، اور یہ سو برس کے بعد ہی کا قصہ ہے جو ایک سو پانچ برس کی اس وقت عمر رہی ہوگی پانچ یا چھ، انتقال سے ایک دو سال پہلے۔ تو جب میں حاضر ہوا، تو پوچھا کون؟

میں نے کہا یوسف، لندن سے۔ فوراً شروع ہو گئے۔ فرمانے لگے کل جب میں روضہ شریف پر سلام کے لئے حاضر ہوا، وہاں سے مجھے حکم ہوا کہ میں ہمارے سلسلہ قادریہ میں آپ کو بیعت کی اجازت دوں۔

اس وقت جب انہوں نے فرمایا، یہ بھی مجھے پتہ نہیں تھا کہ ان کا سلسلہ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ راشدیہ ہے۔ بعد میں پھر پتہ چلا کہ اسی کے لئے وہ بزرگ خواب میں بلا رہے تھے۔ خواب میں جو ارشاد فرمایا تھا سندھ میں جن کا مزار ہے، پیر راشدی، ان ہی کا سلسلہ راشدیہ ہے۔ یہ پورا اندرونی طور پر ایک سلسلہ ہے۔

## ایک اندرونی سلسلہ

اسی لئے حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی جب وہاں حاضر ہوئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر، تو وہاں سے فرمایا کہ اس وقت سلسلہ صابریہ میں شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سلوک اور معرفت کی مجالس بہت گرم ہیں، تم ان کے یہاں جاؤ۔ تو کہاں مجالس ٹھنڈی پڑ گئی ہیں، کہاں بے رونقی ہے، کہاں مجلسیں گرم ہیں، یہ بھی ان کو پتہ ہے۔

صبح وہاں سے مراقبہ سے اٹھے اور فوراً گنگوہ پہنچے۔ شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، اور چند دن کے بعد جیسے بتایا تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک چلّہ میں، ایک چلّہ سے بھی پہلے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو حاجی صاحب نے خلافت دی تھی۔

اس طرح یہ بھی چند روز رہے اور اس کے بعد ایک دن حضرت شاہ ابوسعید نے فرمایا کہ محبّ اللہ! ادھر آؤ، آپ کی تکمیل کئے دیتے ہیں۔ کمرے میں لے گئے، کچھ توجہات دیں اور اس کے بعد ان کو خلافت عطا فرمائی۔ تو کئی خدام جو برسہا برس سے حضرت کی خدمت میں تھے، وہ سوچنے لگے کہ دیکھو، یہ تو ابھی کل کا مہمان، چند دن پہلے آئے تھے یہ صاحب، اور ان کی تکمیل بھی ہو گئی، خلافت بھی پا گئے یہ۔ تو یہ پورا ایک اندرونی سلسلہ ہے۔

## سلسلۂ اویسیہ اور خلافت بالاصالۃ

اور روحانی طور پر ایک سلسلہ ہے، اس کو سلسلۂ اویسیہ کہا جاتا ہے۔ یہ جو بیعت اور اجازت اور خلافت ہے، اس کی ایک قسم تو ہے جس کو کہا جاتا ہے بالاصالہ۔ اصالۃً وہ خلافت کہلاتی ہے کہ

جس میں امر الٰہی سے شیخ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے بیعت کی اجازت دے، جیسے کہ حضرت درخواستی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔تو یہ امر الٰہی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے۔اس لئے امر الٰہی سے کسی کو اجازت ملے اس کو کہا جاتا ہے اصالۃً۔

## اللہ کی طرف سے مأمور

دوسری جیسے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہم لوگ تھے ۶۹ء میں۔تو میرے جانے سے چند ماہ پہلے بھائی مولانا عبدالرحیم صاحب وہاں حضرت کے ساتھ تھے حرمین میں، تو ایک دن حضرت نے صوفی اقبال صاحب کو اور بھائی مولانا عبدالرحیم صاحب کو، ان خدام کو بلایا، رمضان میں ابھی چار پانچ مہینے باقی تھے، تو ان کو بلاکر بھائی مولانا عبدالرحیم صاحب اور صوفی اقبال صاحب سے فرمایا کہ دیکھو، اگر میں مرجاؤں تو میری طرف سے طلحہ کو اور یوسف کو بیعت کی اجازت ہے، یہ ان کو پیام پہنچادینا۔

یہ مأمور اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔تو سوچتے ہیں کہ یہ امر پورا کرنے سے پہلے کہیں میری موت آ گئی، تو اس ڈر سے وصیت فرمادی۔اس کے بعد جب میں حاضر ہوا وہاں ایک دو مہینہ کے بعد، خود حضرت نے رمضان المبارک میں معتکف میں بلاکر اجازت دی۔

## خلافت بالاجازۃ

یہ ایک بیعت کی اجازت ہوتی ہے اصالۃً، دوسری خلافت ہوتی ہے اجازۃً۔کہ جس میں کوئی ایسا حکم نہ ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کوئی غیبی اشارہ نہ ہو اور کسی روحانی اشارے کے بغیر شیخ اپنی رضا اور خوشی سے کسی کو اپنی طرف سے اجازت دے، اس کو کہا جاتا ہے اجازۃً۔

## خلافت بالاجماع

اور تیسری ایک قسم ہے اجماعاً۔اجماعاً یہ کہ شیخ کا انتقال ہوگیا اور مثال کے طور پر اس شیخ کی

اولاد میں سے کوئی اہل تو تھا، مگر شیخ نے اپنی طرف سے ان کو خلافت نہیں دی تھی، تو سب جتنے اہل سلسلہ ہیں، مشورہ کے بعد ان کو ان کا جانشین بنالیں کہ آپ ان کی جگہ بیعت کیا کریں، تو سب کا گویا ایک طرح سے اجماع ہو گیا۔ تو یہ بیعت شیخ کی طرف سے نہیں ہوگی، ان کے خُلفاء کی طرف سے یہ بیعت ہوگی، اور ان کی طرف سے اجازت شمار ہوگی۔ تو یہ اصالۃً اجازۃً اور اجماعاً، یہ تین قسمیں ہوئیں۔

## خلافت بالوراثۃ

پھر آگے جو گدّی نشین پرانے زمانہ میں ہوتے تھے، تو وہاں وہ باپ کے بعد بیٹا وارث ہے زمین جائیداد کا، تو اس مسند کا بھی وارث، تو وارث کو بٹھا دیتے تھے۔ یہ خلافت صحیح نہیں ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں وراثۃً۔

## خلافت بالتحکّم

اور تحکماً یہ ہے کہ کوئی گدّی ہے، گذشتہ زمانہ میں سلاطین ہوتے تھے، تو دیکھا کہ شیخ تھے، ان کا انتقال ہو گیا، تو خود بادشاہ اور خلیفہ، امیر المؤمنین، اگر اسلامی خلافت ہے، اور وہ مناسب سمجھے کہ ان کا بیٹا اس کا مستحق ہے، اس کو وہ بادشاہ حکم لکھ دے، تو اس کو کہتے ہیں تحکماً کہ بادشاہ کی طرف سے، امیر المؤمنین کی طرف سے حکم کے طور پر ہے، تو اس کو مسلّم مانا گیا ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الأَمْرِ مِنْكُمْ، کہ اگر اسلامی خلافت ہے اور اسلامی حکومت ہے، تو اس کو معتبر مانا جائے گا۔

## خلافت بالتکلّف

یہ تحکماً ہوئی۔ ایک قسم ہے تکلفاً، کہ جس میں شیخ کو تکلف کرنا پڑے۔ دو چار علماء کی جماعت پہنچ گئی اور انہوں نے جا کر مشورہ دیا کہ حضرت، فلاں کو آپ اجازت دے دیں۔ تو کسی کے

متعلق مشورہ دیا جائے اور اس کے بعد جوان کو اجازت دی جائے، تو اس میں ایک قسم کا تکلف ہوتا ہے، تو اس لئے اس کا نام ہی تکلفاً ہے۔

اور یہ جن کا ذکر کیا میں نے کہ حضرت شیخ محبّ اللہ کو وہاں دہلی سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا کہ وہاں جاؤ اور وہاں ان کی واقعۃً چند روز میں روحانی طور پر تکمیل ہو گئی، تو اس کو سلسلۂ اویسیہ کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس روحانیت کے حصول کی ہمیں توفیق دے اور اللہ تعالیٰ ان روحانی علوم کی قدر دانی کی توفیق دے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.